ہوں۔ سینٹ پال اپنے مکاشفے کے بل پر جو کچھ کرتا رہا ہے، اسے عیسائی وحی (REVELATION) سمجھتے ہیں۔ ہمارا موقف اس بارے میں کیا ہونا چاہیے۔

جواب ۔ وارداتِ نبوت اور صوفیانہ واردات دونوں اصطلاحیں ان لوگوں کی ایجاد کردہ ہیں جو مذہب کے اسلامی تصور سے نا آشنا ہیں اور جنہوں نے اپنی آزاد فلسفیانہ فکر سے کام لے کر اس عالم میں بادیہ پیمائی کی کوشش کی ہے جس کا درحقیقت انہیں کوئی تجربہ نہیں ہے۔ موجودہ زمانے کے مسلم مفکرین نے انہی کی اصطلاحات کو اختیار کر کے بات سمجھانے کی کوشش کی ہے، مگر اس سے بات اور اُلجھ گئی ہے۔ کیونکہ ہر اصطلاح کا ایک خاص فکری پس منظر ہوتا ہے اور جب آپ وہ اصطلاح استعمال کریں گے تو اس کو اس کے فکری پس منظر سے الگ نہ کر سکیں گے، بلکہ بسا اوقات اس اصطلاح کے ساتھ اس کا فکری پس منظر خود آپ کے ذہن پر مسلط ہو جائے گا۔ اسلام حقیقت کو بالکل صاف اور واضح شکل میں بیان کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی پر وحی نازل کر کے اسے براہِ راست صاف اور صریح شکل میں وہ علم دیتا ہے جو انسان کو حقیقت سے آگاہ کرنے اور اس کی رہنمائی کرنے کے لیے درکار ہے۔ اس علم میں کوئی اشتباہ یا التباس نہیں ہوتا۔ وہ صحیح معنوں میں "علم" ہوتا ہے۔ بخلاف اس کے نبی کے ماسوا دوسرے انسانوں کو الہام، القاء یا کشف کی صورت میں جو ہدایات یا معلومات ملتی ہیں ان میں اول تو تعلیم بالکل واضح اور صریح نہیں ہوتی، دوسرے انسان کو قطعی طور پر یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ یہ ایک "علم" ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو دیا جا رہا ہے، تیسرے اس میں اس امر کا بھی امکان ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوا "علم" نہ ہو بلکہ کوئی دوسری طاقت آدمی کی غلط رہنمائی کر رہی ہو، یا کم از کم یہ کہ اس میں جو دھندلی رہنمائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کی گئی ہو اسے آدمی ٹھیک نہ سمجھے اور اس کے ساتھ خود اس کے اپنے خیالات اور شیطانی وساوس خلط ملط ہو جائیں۔ اس وجہ سے علمائے اسلام نے یہ کہا ہے کہ الہام و القاء کے ذریعہ سے جو رہنمائی ملے اسے لازماً نبی کے ذریعے سے آئی ہوئی رہنمائی سے مقابلہ کر کے دیکھ لینا چاہیے۔ اگر وہ اس سے مطابقت رکھتی ہو تو صحیح ہے، اور اگر اس سے مختلف ہو تو غلط ہے۔ یہ ہے اس معاملے میں صاف اور صریح بات جسے خواہ مخواہ "وارداتِ نبوت" اور "وارداتِ تصوف" کی اصطلاحیں